سوال

(515) نمازِجمعہ میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الاَعْلٰی کا جواب دینا مزید تفصیل

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جناب حافظ صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب ہیں۔ انھوں نے اپنے مقتدیوں کو سری نمازوں میں یعنی ظہر، عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے علاوہ قراء ت سے منع کر رکھا ہے اور وہ دلیل میں سنن النسائی کی روایت پیش کرتے ہیں، جوان کے الفاظ میں درج ہے: 'بَابُ تَرْکِ الْقِرَآءَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْمَا لَمْ یَجْہَرْ ''جس (نماز میں جہر نہیں کیا گیا۔ اس میں امام کے پیچھے قراء ت چھوڑ دینا۔ '' 'عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم الظُّہْرَ فَقَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَہٗ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الاَعْلٰی ''عمران بن حصین سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی ظہر کی، پس پڑھا ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے 'سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الاَعْلٰی ''فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ مَنْ قَرَأَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الاَعْلٰی ؟ قَالَ رَجُلٌ اَنَا! قَالَ لَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّ بَعْضَکُمْ قَدْ خَالَجَنِیْہَا' ''پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوچکے تو فرمایا، کس نے پڑھا: 'سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الاَعْلٰی کہا ایک آدمی نے کہ ''میں نے!''آپ نے فرمایا: جان لیا ہے میں نے کہ تم میں سے بعض قرآن کو میرے ساتھ خلط ملط کرتے ہیں۔ صحیح مسلم ،بَابُ نَہْیِ الْمَأْمُوْمِ عَنْ جَہْرِہٖ بِالْقِرَاءَۃِ خَلْفَ اِمَامِہٖ ،رقم:۳۹۸

'عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰی صَلٰوۃَ الظُّہْرِ اَوِالْعَصْرِ وَرَجُلٌ یَقْرَأُ خَلْفَہٗ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَیُّکُمْ قَرَأَ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الاَعْلٰی قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اَنَا وَلَمْ اُرِدْ بِہَا اِلَّا الْخَیْرَ'

''عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قراء ت کی۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم میں سے کس نے سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھی ہے ایک شخص نے قوم میں سے کہا، میں نے، اور میرا ارادہ اس سے حصولِ خیر ہی کا تھا۔ 'فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ عَرَفْتُ اَنَّ بَعْضَکُمْ قَدْ خَالَجَنِیْہَا' (نسائی، شریف مجتبٰی بھوجیانی، ص:۱۸۔۱۹) سنن النسائی،باب تَرْکُ الْقِرَاءۃِ خَلْفَ الْإمَامِ فِیمَا لَمْ یَجْہَرْ فِیہِ ،رقم:۹۱۸''پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے، میں نے معلوم کرلیا ہے کہ بعض تم میں سے مجھ سے قرآن میں جھگڑا ڈالنے والے ہیں۔'' 'خَالَجَنِیْہَا' کی شرح قابلِ غور اور لائق مطالعہ ہے۔

ابوداوٗد شریف میں یہ روایت ایک آدھ لفظ کے ہیر پھیر سے دو سندوں سے مروی ہے۔ مسلم میں تین سندوں سے اور جزء القراءۃ للبخاری میں کم از کم ۹ یا ۱۰ سندوں سے مروی ہے۔ لہٰذا اس کی صحت میں شک نہیں ہونا چاہیے۔ مزید توجہ طلب باتیں:

۱۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے پوری سورۃ الاعلیٰ بلند آواز سے پڑھی تھی یا صرف پہلی ایک آیت؟

۲۔ سورۃ الاعلیٰ بلند پڑھنے والے صحابی نے سورۃ فاتحہ کیسے پڑھی ہوگی؟

۳۔ جو صحابہ سورۃ الاعلیٰ ضروری پڑھ رہا ہے، وہ سورۃ فاتحہ چھوڑ سکتا ہے؟

۴۔ پوری جماعتِ صحابہ میں سے ایک نے پڑھا تھا، باقیوں نے کیا کیا تھا؟

۵۔ صحابی نے جہراً پڑھنے کو 'لَمْ اُرِدْبِہَا اِلَّا الْخَیْرَ' سے تعبیر کیا تھا یا قرآن کی قراءۃ کو؟

۶۔ عالم استغراق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اَحیاناً ایک آدھ آیت اونچی پڑھ لیا کرتے تھے۔ صحابہ کو ایسا کرنے پر کیوں ٹوکا؟

۷۔ 'خا لجہا' نفی کے لیے فرمایا یا اثبات کے لیے؟ (انکار کے لیے یا اقرار کے لیے؟) (سائل محمد اقبال ... قصور)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

کتب احادیث میں نبی کریم ﷺ کی نماز کا جو طریقہ صریحاً منقول ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ظہر و عصر کے فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ بھی قراءۃ فرماتے تھے ۔

بلکہ صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے مفہوم ہے کہ گاہے بگاہے آپ ﷺ ظہر کے فرضوں کی پچھلی دو رکعتوں میں بھی قراءت فرماتے لیتے تھے ۔ صحیح بخاری میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

'كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا' (جلد اول، ص: ۱۰۵، باب القرآءة فی العصر) صحیح البخاری، بابُ القِرَاءَةِ فِي العَصْرِ، رقم: ۷۶۲

کہ نبی اکرم ﷺ ظہر اور عصر کی ہر دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ اور (اس کے ساتھ) سورۃ (ملا کر) پڑھتے تھے اور کبھی کبھی ہمیں بھی کوئی آیت سناتے تھے ۔''

شبہ : اگر کوئی کہے کہ آپ ﷺ کی قراءت تو بحیثیت امام کے تھی اور اس میں کسی کو کلام نہیں ...اس وقت متنازع فیہ مسئلہ مقتدی کا ہے نہ کہ امام کا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث 'صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي' " صحیح البخاری، بَابُ الأَذَانِ لِلْمُسَافِرِ، إِذَا كَانُوا جَمَاعَةً، وَالإِقَامَةِ، وَكَذَلِكَ بِعَرَفَةَ وَجَمْعٍ ...الخ، رقم: ۶۳۱ " کے پیش نظر اجازتِ ھذا مقتدی کو بھی شامل ہے ۔ پھر سنن ابن ماجہ کی روایت میں ماموم کے جوازِ قراءت پر نص صریحاً موجود ہے ۔ پوری روایت بسندہ ملاحظہ فرمائیں :

'حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الإِمَامِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ وَفِي الأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (ابن ماجہ، ص: ۶۱) سنن ابن ماجہ، بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ، رقم: ۸۴۳

''کہ ہم ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ اور (اس کے ساتھ) سورۃ (ملا کر) پڑھتے تھے، جب کہ آخری دو رکعتوں میں (صرف) فاتحہ الکتاب ۔''

باقی رہی سنن نسائی کی وہ روایت کا جس کا حوالہ مولوی صاحب مذکور دیتے ہیں، تو امام نووی نے شرح مسلم میں اس کا جواب یوں دیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس شخص کو مطلق قرائت سے نہیں روکا تھا بلکہ صرف آواز بلند کرنے سے منع فرمایا تھا... الفاظ یوں ہیں :

'مَعْنَى هَذَا الْكَلَامِ الْإِنْكَارُ عَلَيْهِ وَالْإِنْكَارُ فِي جَهْرِهِ أَوْ رَفْعِ صَوْتِهِ بِحَيْثُ أَسْمَعَ غَيْرَهُ لَا عَنْ أَصْلِ الْقِرَاءَةِ بَلْ فِيهِ أَنَّهُمْ كَانُوا يَقْرَءُونَ بِالسُّورَةِ فِي الصَّلَاةِ السِّرِّيَّةِ (جلد اول، ص: ۱۷۲)

یعنی ''اس کلام کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو باآواز بلند قراءت سے روکا تھا، کیونکہ اس نے آواز دوسرے کو سنائی، نہ کہ اصلی قراءت سے انکار مقصود ہے!... نفسِ حدیث میں تو یہ مسئلہ موجود ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سِرّی نماز میں سورۃ پڑھتے تھے ۔''

صاحب التعلیقات السلفیۃ (بھوجیانی) نے بھی قریباً یہی بات دہرائی ہے کوئی نئی بات نہیں کہی۔ اسی بنا پر امام نووی رحمہ اللہ نے اس روایت پر صحیح مسلم کے حاشیہ میں بایں الفاظ تبویب قائم کی ہے: 'بَابُ نَہیِ الْمَأْمُومِ عَنْ جَہْرِہٖ بِالْقِرَائَۃِ خَلْفَ اِمَامِہٖ'

یعنی ''ماموم کےلیے امام کے پیچھے جہری قراء ت کرنا منع ہے۔'' اور امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں یوں باب باندھا ہے: 'بَابُ مَنْ رَأَ الْقِرَائَۃَ اِذَا لَمْ یَجْہَرْ' لہٰذا حدیثِ مذکور کے الفاظ کے پیش نظر امام نسائی کی تبویب کی بجائے ابوداؤد رحمہ اللہ اور امام نووی رحمہ اللہ کی تبویبیں درست اور موقف کے اظہار کےلیے ہیں، جب کہ امام نسائی کی تبویب سے ان لوگوں کے استدلال کی طرف اشارہ ہے جو اس حدیث سے مقتدی کےلیے قراءۃ کے قائل نہیں۔

امام نسائی و ترمذی وغیرہ کی یہ عام عادت ہے کہ اپنی تبویب سے دوسروں کے استدلالات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ خود ان کا اپنا موقف بھی وہی ہو۔ چنانچہ حدیث ہذا کے اخیر میں امام ابواؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'وَقَالَ ابْنُ کَثِیْرٍ فِیْ حَدِیْثِہٖ قَالَ قُلْتُ لِقَتَادَۃَ کَاَنَّہٗ کَرِہَہٗ قَالَ لَوْ کَرِہَہٗ نَہٰی عَنْہُ'

''محمد ابن کثیر اپنی حدیث میں بیان فرماتے ہیں کہ شعبہ نے کہا، میں نے قتادہ سے دریافت کیا، معلوم یوں ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کا آپ ﷺ کے پیچھے 'سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی' پڑھنا مکروہ جانا؟ تو قتادہ نے جواب دیا، اگر آپ ﷺ نے اس فعل کو مکروہ جانا ہوتا تو فعلِ قراء ت سے منع فرمادیتے۔

عون المعبود میں ہے: 'فَدَلَّ عَلٰی عَدَمِ الْکَرَاہَۃِ' یعنی اس حدیث سے دلیل ملتی ہے کہ امام کے پیچھے قراءۃ کرنی مکروہ نہیں۔ (جلد اوّل، ص:۳۰۷) نیز مؤطا امام مالک رحمہ اللہ میں حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کے متعلق مذکور ہے کہ وہ سرّی نمازوں کی چاروں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملایا کرتے تھے۔

امام محمد رحمہ اللہ کی روایت میں صراحت موجود ہے کہ ان کا یہ عمل ظہر اور عصر کے فرضوں میں تھا۔ تفصیل کےلیے ملاحظہ ہو: مرعاۃ المفاتیح جلد اوّل، ص:۶۰۰۔

نیز محدث شام علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب 'صِفَۃُ صَلٰوۃِ النَّبِیِّ ﷺ' میں بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: 'وُجُوْبُ الْقِرَائَۃِ فِی السِّرِّیَّۃِ' یعنی سرّی نماز میں قراء ت واجب ہے۔ ''پھر اس کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سرّی نماز میں قراء ت پر برقرار رکھا ہے۔''

بایں ہمہ آپ نے ان پر صرف قراء ت میں حاصل تشویش کا انکار کیا۔ یہ اس وقت کا قصہ ہے جب کہ آپ ﷺ نے صحابہ کو ظہر کی نماز پڑھائی تو فرمایا: 'اَیُّکُمْ قَرَأَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی' ''تم میں سے کس نے 'سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی' پڑھا ہے۔'' ایک آدمی نے کہا: میں نے!...اور میرا مقصود اس سے خیر کے سوا کچھ نہیں تھا۔ ''آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے احساس ہو رہا تھا کہ ایک شخص نے مجھ پر قراء ت خلط ملط کر دی ہے۔" صحیح مسلم، بَابُ نَہْیِ الْمَأْمُومِ عَنْ جَہْرِہٖ بِالْقِرَاءَۃِ خَلْفَ اِمَامِہٖ، رقم:۳۹۸" ایک دوسری روایت جو جزء القراءۃ للبخاری، مسند احمد اور السراج میں بسند حسن مروی ہے، میں ہے کہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں قراء ت باآوازِ بلند کرتے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: 'خَلَطْتُمْ عَلَیَّ الْقُرْاٰنَ' تم نے مجھ پر قرآن کو خلط ملط کر دیا ہے۔''

پھر محدث موصوف صفحہ ۹۶ کے حاشیہ پر رقمطراز ہیں کہ سرّی نماز میں قراء ت خلف الامام کی مشروعیت کے قائل، قدیم قول کے مطابق امام شافعی ہیں اور امام ابوحنیفہ کے شاگرد امام محمد سے بھی ایک قول اسی کے موافق ہے۔ ملا علی قاری اور بعض حنفی شیوخ نے بھی اس مسلک کو پسند کیا ہے۔ اور یہی قول امام زہری، مالک، ابن المبارک، احمد بن حنبل اور محدثین کی ایک جماعت وغیرہ کا ہے۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ)

اب آپ سوالات کا جواب بالترتیب لاحظہ فرمائیں:

۱۔ لفظ 'خَالَجَنِیْہَا' سے ظاہر ہے کہ اس نے سورۃ کا کچھ حصہ بلند آواز سے پڑھا ہوگا۔ امام خطابی ''معالم السنن'' میں فرماتے ہیں:

’وَاِنَّمَ اَنْکَرَ عَلَیْہِ مُجَاذَبَتَہٗ اِیَّاہُ فِی قِرَائَۃِ السُّوْرَۃِ حِیْنَ تَدَاخَلَتِ الْقِرَآءَتَانِ‘

۲۔ جہاں تک سورۃ فاتحہ کا تعلق ہے، اس کے بارے میں امام خطابی فرماتے ہیں:

’فَاَمَّا قِرَآئَۃُ فَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فَاِنَّہٗ مَاْمُوْرٌ بِہَا عَلٰی کُلِّ حَالٍ اِنْ اَمْکَنَہٗ اَنْ یَّقْرَأَ فِی السَّکْتَۃِ فَعَلَ وَاِلَّا قَرَأَ مَعَہٗ لَا مَحَالَۃَ‘

’’جہاں تک سورۃ الفاتحہ کا تعلق ہے، تو وہ ہر حال میں اس کے پڑھنے کا پابند ہے، اگر ممکن ہو تو خاموشی کے وقفہ میں پڑھے ورنہ ساتھ ساتھ!‘‘

۳۔ سورۃ الفاتحہ نہیں چھوڑ سکتا۔

۴۔ ظاہر ہے کہ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سورت سرّی پڑھی ہوگی۔ اس لیے تنبیہ کی ضرورت صرف اس ایک کو سمجھی گئی، جس نے سرّی کی مخالفت کی۔

۵۔ ممکن ہے صحابی کی مراد دونوں ہوں۔ جہر میں چونکہ آپ ﷺ کی سنت کی مخالفت تھی اس لیے اس سے منع فرما دیا۔

۶۔ آپ ﷺ ایک آدھ آیت اونچی سناتے تھے۔ لیکن اس نے زیادہ قراءت کی ہوگی نیز آپ ﷺ کی اونچی قراءت کا مقصود یہ ظاہر کرنا ہو سکتا ہے کہ سرّی نمازوں میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ دیگر سورتوں کی قراءت بھی مشروع ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی قراءت جہراً بے فائدہ نہ تھی، جب کہ مقتدی کی قراءت جہراً خلل کا باعث ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں جب امام سورۃ فاتحہ کے سوا کوئی سورۃ جہراً پڑھے گا، تو مقتدی اسے خاموشی سے سنیں گے۔ مگر جب مقتدی ایسا کرے گا تو امام خاموش نہ ہوگا۔ لہٰذا اختلاط واقع ہو گا۔

۷۔ ’خَالَجَنِیْہَا‘ سے مقصود (جہر سے) انکار ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ: 434

محدث فتویٰ